☆ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆

کیا عالمی تجارتی مرکز پر حملہ دہشت گردی ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کو قیامت تک آنے والے لوگوں کیلئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اس پر تمام مسلمانوں کا یقین ہے مگر اسکے باوجود جب بھی روئے زمین پر کوئی نیا واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے تو اسکا حکم قرآن میں تلاش کرنے کے بجائے ہمارے لوگ غیروں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر بلا سوچے سمجھے اسی نقطہ نظر کی تائید شروع کردیتے ہیں جو نقطہ نظر غیر مسلم اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اسی نوعیت کا ایک واقعہ ۱۱ستمبر کو امریکہ میں پیش آیا جسے امریکہ اور اسکے حواریوں نے دہشت گردی قرار دے کر اس کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کیا اور اس دہشت گردی کا ملزم افغانستان جیسے پسماندہ ملک کو قرار دیا اور اس مجوزہ دہشت گردی کی تردید تمام مسلم ممالک اور مسلمان تنظیموں کی جانب سے ہوئی جسکے باعث امریکہ کو اتنی جرأت ہوئی کہ اس نے بلا کسی ٹھوس ثبوت کے افغانستان پر حملوں کا آغاز کردیا اور اپنی اس کاروائی کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نام دیا چنانچہ اس ضمن میں چند امور جن کے متعلق صحیح نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے غور کرنا ضروری ہے:

دہشت گردی کی تعریف کیا ہے؟

امریکہ اور اسکے اتحادی جس دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنے کا دعویٰ اور عزم کئے ہوئے ہیں اور عملاً جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں اس دہشت گردی کی تعریف اور حدود اربعہ ہنوز متنازعہ فیہ ہے اس ضمن میں اقوام متحدہ کا ایک اجلاس دہشت گردی کی تعریف متعین کرنے کے لئے حال ہی میں منعقد کیا گیا جو پانچ دن تک جاری رہا اور بلاخر کسی فیصلے کے بغیر ہی ختم ہوگیا کیونکہ دہشت گردی کی جو بھی تعریف کی جاتی وہ امریکہ، برطانیہ یا اسرائیل میں سے کسی نہ کسی پر صادق آجاتی تھی ایسی صورت میں امریکہ کا دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنا انتہائی مضحکہ خیز بھی ہے اور بے معنی بھی کیونکہ جس چیز کا تعین ہی نہیں اسکے خلاف جنگ کیسے لڑی جاسکتی ہے گویا یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں بلکہ امریکہ کے مفادات کے تحفظ کی جنگ ہے اب جہاں کہیں بھی امریکہ یا اسکے حواریوں کے مفادات پر ضرب پڑے گی وہاں دہشت گردی کا لیبل لگا کر یہ جنگ شروع کردی جائے گی خواہ وہ افغانستان ہو، کشمیر ہو، فلسطین ہو یا کوئی اور علاقہ جہاں لوگ امریکہ کی بالادستی قبول کرنے سے انکار کردیں وہیں دہشت گردی کے خلاف جنگ شروع پس اگر یہ جنگ دہشت گردی کے خلاف ہے تو تمام عالم اور بالخصوص اسلامی ممالک کو افغانستان میں جاری اس جنگ کو فوری طور پر روکنے کا مطالبہ کرنا چاہیے حتیٰ کہ دہشت گردی کی تعریف متعین ہوجائے اور اس تعریف پر تمام ممالک کا اتفاق قائم ہوجائے۔

دہشت گردی سانحہ نیویارک ہے یا افغانستان پر حملہ؟

امریکہ نے ۱۱ستمبر کو نیویارک پر کئے جانے والے حملہ کو دہشت گردی قرار دیا اور اس سانحہ نیویارک کو دہشت گردی قرار دیئے جانے کی دو وجوہات ذکر کی ہیں ایک یہ کہ یہ حملہ اطلاع کئے بغیر کیا گیا اور دوسرے اس حملے میں بہت سے بے گناہ اور معصوم لوگوں کی جانیں ضائع ہوئیں جبکہ افغانستان پر کئے جانے والے اپنے حملے کو دہشت گردی کے خلاف جنگ قرار دیا اور اسکی بھی دو وجوہات بیان کی

ہیں ایک یہ کہ مجرموں کو قرار واقعی سزا دینا اور دوسرے انصاف کرنا حالانکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے کیونکہ نیویارک پر کئے جانے والے حملہ کے بارے میں امریکی سراغ رساں اداروں نے حملوں کے فوراً بعد یہ بیان دیا تھا کہ انھیں حملے کے بارے میں دھمکی ملی تھی مگر انھوں نے اس اطلاع کو سنجیدگی سے نہیں لیا نیز جنگ اخبار کراچی مورخہ ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۱ کے شمارے کی خبر کے مطابق عالمی تجارتی مرکز پر حملہ سے چندروز قبل نیویارک کے ایک اسکول کے طالب علم نے یہ بات کہی تھی کہ آئندہ چندروز بعد عالمی تجارتی مرکز کی یہ عمارتیں اپنی جگہ پر نہیں ہوں گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حملہ اچانک نہیں ہوا بلکہ حکام کو اسکی اطلاع دی جاچکی تھی اور عوام الناس میں سے بھی کچھ لوگوں میں پہلے ہی سے کچھ افواہیں موجود تھیں اب یہ الگ بات ہے کہ متعلقہ حکام کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ حملہ اس طرح بھی ہوسکتا ہے اور جہاں تک اس حملے میں بےقصور لوگوں کے مارے جانے کی بات ہے تو جنگ میں بہر حال بےقصور لوگ تو مارے ہی جاتے ہیں خود امریکہ نے افغانستان پر جو حملے کئے ہیں ان میں بھی تمام تر جدید ترین ذرائع کو استعمال کرنے کے باوجود بےقصور لوگ بہت بڑی تعداد میں مارے گئے ہیں نیز عالمی تجارتی مرکز پر حملے کے لئے حملہ آورں نے جس وقت کا انتخاب کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ کرنے والوں کا اصل ہدف بےقصور لوگوں کی موت نہیں بلکہ ان بلند وبالا عمارتوں کی تباہی تھی ورنہ اس سانحہ میں مرنے والوں کی تعداد جو اس وقت بقول امریکہ ہزاروں میں ہے لیکن درحقیقت صرف سینکڑوں میں ہے لاکھوں تک بھی ہوسکتی تھی پس امریکہ کے عالمی تجارتی مرکز پر یہ حملہ دہشت گردی نہیں بلکہ امریکہ کی جانب سے ساری دنیا میں کی جانے والی دہشت گردی کا جواب اور ایک ردعمل ہے جو کسی بھی مظلوم طبقہ کی جانب سے ہوسکتا ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ یہ کاروائی مسلمانوں یا اسامہ بن لادن کی جانب سے ہو کیونکہ امریکہ نے اپنی غلط اور دوغلی حکمت عملیوں کی وجہ سے ہر جگہ اپنے دشمن پیدا کر لئے ہیں اس لئے بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے افغانستان کے خلاف امریکہ کی جانب سے مذکورہ کاروائی جارحیت اور بذات خود دہشت گردی ہے۔

اولاً اس لئے کہ اسامہ بن لادن ہنوز ملزم ہے مجرم نہیں کیونکہ امریکہ نے جو بھی ثبوت اب تک مہیا کئے ہیں وہ کسی پر الزام ثابت کرنے کے لئے ناکافی ہیں اس بات کا اعتراف خود برطانیہ کی عدالت نے بھی کیا ہے ہم پاکستانی عوام تو ان شواہد کو دیکھنے اور ان پر غور کرنے سے محروم ہی رہے ہیں لیکن بعض مغربی ممالک نے یہ شواہد شائع کئے ہیں جیسا کہ برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے اکیس صفحات پر مشتمل ایک دستاویز دارالعوام میں پیش کی جس میں اسامہ بن لادن اور اس کے رفقاء کے خلاف ستر نکات پر مشتمل شواہد بیان کئے گئے ہیں لیکن ان اکیس صفحات پر مشتمل ستر نکات میں کتنا وزن ہے اور یہ نکات اسامہ کو مجرم ثابت کرنے کے لئے کس حد تک کافی ہیں؟ اس بارے میں برطانیہ کے معرف اخبار گارجین نے اگلے ہی دن اپنے اداریئے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

> In the unprobable envent that osama bin ladin ever faces a formal prosecution for the September 11th terrorist atrocities. The case against him that was published by the British government yesterday would be almost worthless from a legal point of view . More than three weeks after the Bush adminstration said it would produce

the evidence against Bin Ladin the reality is that Mr. Blair's case comes down to two words trust me.

یعنی ’’ اگر یہ بعید از قیاس واقعہ پیش آجائے کہ اسامہ بن لادن کو گیارہ ستمبر کو دہشت گردسفا کی کے سلسلہ میں با قاعدہ مقدمہ کا سامنا کرنا پڑے تو اس کے خلاف دلائل جو برطانوی حکومت نے کل پیش کئے ہیں وہ قانونی نقطہ نظر سے تقریباً بے وزن ہیں۔ بش انتظامیہ نے جب یہ بات کہی تھی کہ وہ بن لادن کے خلاف شہادت پیش کرے گی اس وقت سے تین ہفتوں سے زائد گذر جانے کے بعد بھی حقیقت یہ ہے کہ مسٹر بلیئر کے سارے مقدمے کا حاصل صرف دو الفاظ ہیں یعنی مجھ پر بھروسہ کرو ☆ اخبار گارجین مورخہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱ عیسوی اداریہ ‘‘

اسکے باوجود بھی امریکہ اور اسکے حواریوں کا اسامہ بن لادن کو مجرم قرار دینا سینہ زوری اور دہشت گردی نہیں تو اور کیا ہے؟

ثانیاً اس لئے بھی کہ امریکہ اور برطانیہ خود ساری دنیا کے مجرموں کو سیاسی پناہ کے نام پر تحفظ دیتے ہیں اس اعتبار سے اگر ان کے کسی ملزم کو کسی دوسرے ملک نے پناہ دے دی تو کون سی قیامت آگئی اور اگر مجرموں کو پناہ دینے والے دہشت گرد ہوتے ہیں تو کیا امریکہ اور برطانیہ دہشت گرد نہیں قرار پائے؟

ثالثاً اس لئے بھی کہ طالبان امریکہ کی جانب سے ٹھوس ثبوت پیش کئے جانے کی صورت میں اسامہ پر اپنے ملک کی شرعی عدالت میں مقدمہ چلانے یا کسی تیسرے ملک کی عدالت میں بھی پیش کرنے کو تیار ہیں اور یہ بات امریکہ اور برطانیہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اسلامی سزائیں مغربی ممالک کی مقرر کردہ سزاؤں کے مقابلے میں کہیں زیادہ سخت ہیں اسکے باوجود اسامہ بن لادن کو اپنے اختیار میں لئے جانے پر بضد رہنے کا مقصد سوائے تیسری دنیا کے ممالک کو بے عزت کرنا اور دہشت زدہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

رابعاً اس لئے بھی کہ امریکہ طالبان کو سزا دے کر انصاف کرنے کی بات کرتا ہے مگر انصاف کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انصاف کے اصولوں کو بھی مدنظر رکھا جائے اور انصاف کے بنیادی اصول میں سے پہلا اصول یہی ہے کہ انصاف کیے جانے سے زیادہ ضروری ہے انصاف کا انصاف ثابت ہونا مثلاً اگر کسی عدالت کا جج کسی جگہ کوئی قتل ہوتے ہوئے دیکھ لیتا ہے تو محض اپنے ذاتی مشاہدے کی بنیاد پر وہ مجرم کو سزا نہیں دے سکتا جب تک کہ عدالت میں سب کے سامنے اس جرم کو ثابت نہ کر دے اور انصاف کا دوسرا اصول یہ ہے کہ شک کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو دیا جاتا ہے یعنی کسی ملزم کے مجرم ہونے کا اگرچہ عدالت کو یقین بھی ہو تب بھی ثبوت نہ ہونے کے باعث عدالت اس بات کی پابند ہوتی ہے کہ ملزم کو باعزت بری کر دے لیکن اسکے برخلاف امریکہ کا انصاف کی دہائی دینا اور بلا کسی ٹھوس ثبوت کے افغانستان کے بے گناہ لوگوں پر حملہ کرنا اور شک کا فائدہ اسامہ بن لادن اور طالبان کو نہ دینا ناانصافی اور دہشت گردی نہیں تو اور کیا ہے؟

کیا کفار کے خلاف دہشت گردی اسلام میں جائز نہیں؟

اس زمانے میں مختلف اصطلاحات ایجاد کرنے اور ان اصطلاحات کو اچھے یا برے معنی پہنانے کی ذمے داری کفار نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور ہمارے لوگ مغربی تہذیب سے اپنی مرعوبیت کے باعث یہ جاننے اور غور کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے کہ اسلام

اورقرآن ان اصطلاحات کے ضمن میں کیا موقف رکھتے ہیں مثلاً ایک زمانہ تھا جب بنیاد پرستی کی اصطلاح کو بہت اچھالا گیا حتی کہ اچھے بھلے پڑھے لکھے مسلمان بنیاد پرستی کے لفظ کو اپنے لئے گالی تصور کرنے لگے حالانکہ یہ کوئی برا لفظ نہیں کیونکہ بنیاد پرستی کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کی بنیاد سے مضبوطی کے ساتھ منسلک ہو جانا تاکہ کوئی بیرونی طاقت ہمیں اس سے الگ نہ کر سکے اور ایسا ضروری ہے ہر اس شخص کے لئے جو کسی بھی شئے سے اپنا رشتہ مضبوط کرنا چاہے جیسا کہ فزکس کے طالب علم fundamental of physics اور ریاضی کے طالب علم fundamental of maths کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تاکہ اس مضمون سے اپنا رشتہ مضبوط کر سکیں اسطرح اسلام کی بھی بنیاد ہے نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ا۔کلمہ طیبہ، ۲۔نماز، ۳۔روزہ، ۴۔حج اور ۵۔زکواۃ لہٰذا اب جو بھی مسلمان ان پانچ چیزوں کا اہتمام کرتا ہے وہ یقینی طور پر بنیاد پرست ہوا پس معلوم ہوا کہ اسلام میں داخل رہنے کے لئے بنیاد پرستی شرط ہے اور جو بنیاد پرست نہیں وہ حقیقی طور پر مسلمان بھی نہیں ہے اسی طرح ایک اصطلاح ''شدت پسند یا انتہا پسند'' بھی بہت عام ہے اس سے مراد عام طور پر وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کے احکامات کے خلاف کسی قسم کی سودے بازی کو قبول کرنے پر تیار نہ ہوں اور دینی معاملات میں ایک پختہ موقف رکھتے ہوں اس کا مطلب ہوا کہ یہ اصطلاح بھی بذاتہی بری نہیں بلکہ قرآن تو اپنے نبی ﷺ اور ان کے صحابہؓ کا تعارف ہی کفر کے خلاف شدید کہہ کر کرواتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم ☆ الفتح ۲۹

یعنی ''محمد ﷺ جو اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے ساتھ بہت سخت ہیں اور آپس میں رحم دل'' اور ایک مقام پر نبی کریم ﷺ کو کفار کے ساتھ سخت گیر موقف اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

يا ايها النبى جاهد الكفار والمنٰفقين واغلظ عليهم وما وهم جهنم وبيئس المصير ☆ سورة التوبة ۷۳

یعنی ''اے نبی ﷺ کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرو اور ان کے ساتھ سخت گیر موقف اختیار کرو اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے'' اس اعتبار سے دینی معاملات میں سخت گیر موقف اختیار کرنا کوئی بری بات نہیں بلکہ پسندیدہ ہے گویا اسلامی شدت پسندی یا انتہا پسندی کوئی بری شئے نہیں ہے اسی نوعیت کی ایک اصطلاح دہشت گردی کی بھی سامنے آئی ہے اور اس وقت ساری دنیا کے لوگ ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت میں لگے ہوئے ہیں اور مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ جاننے کی زحمت نہیں کی کہ قرآن کا دہشت گردی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ:

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدو كم وء اخرين من دونهم لاتعلمونهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شىء فى سبيل الله يوف اليكم وانتم تظلمون ☆ سورة الانفال ٦٠

یعنی ''(اے مسلمانو!) تیار کرو ان (کفار) سے لڑائی کے واسطے جو کچھ بھی جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے تاکہ اس سے دہشت پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے مگر اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ پورا ملے گا تم کو اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا'' اور اس آیت کا انگریزی ترجمہ عبداللہ یوسف علی نے ان الفاظ سے کیا ہے:

Against them make ready your strength to the utmost of your power, including steeds of war, to strike terror into (the heart of) the enemies, of Allah & your enemies......

اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے خلاف مطلق دہشت گردی اسلام میں ممنوع نہیں البتہ طریقہ کار ایسا اختیار کیا جائے جس میں بے قصور لوگوں کی جان و مال ضائع نہ ہوں اس اعتبار سے یہ کہا جائے گا کہ کفار کے خلاف دہشت گردی کے لئے جو طریقہ کار سانحہ نیویارک میں اختیار کیا گیا اگر وہ کسی مسلمان نے کیا تو بحیثیت دہشت گردی غلط کیا لیکن یہ کہنا کہ اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں بالکل غلط ہے بلکہ کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا اپنی دہشت قائم کرنا اس آیت کی رو سے فرض ہے۔

کیا کسی مسلمان کے خلاف کفار کی مدد جائز ہے؟

قبل اسکے کہ ہم یہ دیکھیں کہ کسی مسلمان کے خلاف کفار کی مدد سے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کے لئے کفار سے مطلق دوستی یا مدد حاصل کرنے کا قرآن میں کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ لا يتخذ المؤمنون الكفرين اولياء من دون المؤمنين ومن يفعل ذالك فليس من الله فى شىء الا ان تتقوا منهم تقة ويحذركم الله نفسه والى الله المصير ☆ سورة آل عمرآن ٢٨ ﴾

یعنی'' مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں، اور جو کوئی ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں مگر اس حالت میں کے تم کرنا چاہو ان سے بچاؤ اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے آپ سے اور تمہیں اللہ ہی طرف لوٹ کر جانا ہے'' یعنی کفار سے وقتی طور پر مدد کا معاہدہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں یہویوں کے ساتھ مشروط معاہدہ کیا تا کہ مشرکین مکہ سے جنگ کی صورت میں مدینہ کی داخلی صورت حال کو خطرہ نہ ہو جبکہ پاکستان نے امریکہ کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے وہ غیر مشروط ہے اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف ہے اسلئے جائز نہیں اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿ يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا اليهود والنصرىٰ اولياء بعضهم اولياء بعض ومن يتولهم منكم فانه منهم ان الله لا يهدى القوم الظالمين ☆ سورة المائدة ٥١ ﴾

یعنی'' اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی دوستی کرے گا ان سے تو وہ ان ہی میں سے ہے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' اس سے معلوم ہوا کہ یہودی اور عیسائی اللہ کے نزدیک ظالم ہیں اور جو کوئی ان سے معاونت طلب کرے یا ان کی معاونت کرے وہ بھی ظالم ہے حتیٰ کہ جو کوئی ان کی جانب اچھا میلان رکھے وہ بھی اللہ کے نزدیک ظالم ہے اسکی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿ ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار ومالكم من دون الله من اوليا ثم لاتنصرون ☆ سورة هود ١١٣ ﴾

یعنی'' (اے مسلمانو!) مت جھکو ان کی جانب جو ظالم ہیں (اگر تم نے میلان رکھا ان ظالموں کی جانب) تو تم کو بھی آگ

چھو جائے گی (جان لو کہ) اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے (اور مذکورہ صورت میں) ہماری جانب تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی'' اب جو کفار بلا دلیل اور ثبوت فراہم کئے افغانستان کے بے گناہ لوگوں کو بے دریغ قتل کرر ہے ہیں انکی معاونت کرنے والے یا اس قتل عام پر خاموش رہنے والے کیا قرآن کی اس وعید کی زد میں نہیں آتے ؟ اور ہمارے حکمرآن جو بار بار یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم امریکہ کے ساتھ حملے میں شریک نہیں ہیں بلکہ ہم نے صرف ان کو خفیہ معلومات فراہم کیں ہیں اس لئے ہم کوئی اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کے مرتکب نہیں ہور ہے انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بھی قرآن کے حکم کی صریح خلاف ورزی کیونکہ قرآن کا حکم ہے کہ:

﴿ یاایھا الذین امنو لاتتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا ودو ماعنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وماتخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الایٰت ان کنتم تعقلون ☆ سورۃ اٰل عمرآن ۱۱۸ ﴾

یعنی'' اے ایمان والو! کسی کو اپنے رازوں میں اپنوں کے سوا شریک نہ کرو، وہ (کفار و مشرکین) کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں، انکی خوشی تو تمہاری تکلیف میں ہے، (کبھی کبھی) نکل پڑتی ہے انکی دشمنی ان کی زبان سے اور جو کچھ وہ اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے، ہم نے ظاہر کر دی ہیں انکی نشانیاں تم پر اگر تم عقل سے کام لو '' اور موجودہ حالات میں بھی اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کفار کے دلوں میں ہے اسکی دو نشانیاں خود انکی زبان سے ظاہر فرمادی ہیں جن میں سے ایک امریکہ کے صدر کا افغانستان پر حملے کو صلیبی جنگ قرار دینا اور دوسرے اٹلی کے صدر کا عیسائیت کو اسلام سے برتر قرار دینا خواہ بعد میں وہ اپنے ان اقوال کی کچھ بھی تاویل کریں مگر حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ان کے دلوں تھا اللہ تعالیٰ نے اسے ظاہر کر دیا ہے لہذا مسلمانوں کو اور خاص طور پر مسلمان حکام کو عقل سے کام لینا چاہیے اور تھوڑے سے فائدے کے لیے اسلام اور مسلمانوں کو ذلت بھرا مستقبل نہیں دینا چاہیے۔

اگر سانحہ نیویارک کے مجرم طالبان یا اسامہ ہوں تو......؟

سر دست طالبان حکومت نے سانحہ نیوریاک میں اپنے یا اسامہ بن لادن کے ملوث ہونے کا انکار کیا ہے جس کی بنیاد پر اس وقت انھیں امریکی حملے کے خلاف ساری مسلم دنیا کی حمایت حاصل ہے لیکن اگر فرض کریں کہ طالبان یا اسامہ بن لادن کے سانحہ نیویارک میں ملوث ہونے کا ثبوت مل جائے یا وہ خود تسلیم کرلیں کہ اس کاروائی میں ان ہی کا ہاتھ ہے تو کیا ایسی صورت میں بھی امت مسلمہ کو طالبان کی حمایت حاصل رہنی چاہیے یا ایسی صورت میں وہ اس حمایت کے مستحق نہیں رہیں گے اسلامی نقطہ نظر سے اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لئے آیئے ہم نبی کریم ﷺ کی سیرت کا جائزہ لیتے ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ واذ یعد کم اللّٰہ احدی الطائفتین انھا لکم و تودون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم ویرید اللّٰہ ان یحق الحق بکلمٰتہ و یقطع دابر الکافرین☆ الانفال۷ ﴾

یعنی'' اور جس وقت تم سے وعدہ کرر ہا تھا اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا بھی نہ لگے وہ تم کو ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو حق ثابت کر دے اپنے کلاموں سے اور کافروں کی جڑ کاٹ ڈالے '' سورہ الانفال کی اس آیت کی تفسیر میں ایک بہت عظیم اصول پوشیدہ ہے جس سے صرف نظر کرنے کے باعث آج مسلمان ذلیل وخوار ہیں اور وہ اصول یہ ہے کہ اسلام اقتصادیات پر غیر مسلموں کی اجارہ داری کو تسلیم نہیں کرتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھکر اللہ کے نزدیک روئے زمین پر

حکومت اور خلافت کا حق صرف مؤمنین کا ہے اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے:

﴿ وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحات لیستخلفنکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا تشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون ☆ سورۃ النور ۵۵ ﴾

یعنی ’’ وعدہ کرلیا ہے اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ضرور حاکم کردے گا ان کو زمین پر جیسا کہ حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جمادے گا انکے لئے ان کے دین کو جو پسند کردیا گیا ہے ان کے واسطے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، وہ میری ہی بندگی کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہیں کریں گے، اور جو کوئی اسکے بعد بھی ناشکری کرے گا تو وہی لوگ فاسق ہیں‘‘ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک زمین پر حکومت کرنے کے اہل بھی صرف مؤمنین ہیں مگر ہم یہاں اپنی بات کو غیر مسلموں کی اقتصادی بالادستی کی نفی تک محدود رکھتے ہوئے سورہ الانفال کی مذکورہ بالا آیت کے حوالے سے سیاق وسباق جائزہ لیتے ہیں یہ بات سب جانتے ہیں کہ قریش مکہ کے مظالم جب حد سے تجاوز کرگے تو نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دے دیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر گئے ادھر قریش مکہ کو جب نبی کریم ﷺ کے ہجرت کرنے کی خبر ملی تو انھوں نے پیچھا کیا اور آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی مگر جب آپ ﷺ ان کی پہنچ سے دور ہوگئے اور مدینہ تشریف لے آئے تو قریش مکہ نے آپ ﷺ پر قاتلانہ حملے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ ایک اعتبار سے سکون کا سانس لیا کہ اس روز روز کے لڑائی جھگڑے سے ان کی جان چھوٹ گئی لیکن مدینہ میں تشریف لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے کچھ ٹولیاں ترتیب دیں جن کی ذمہ داری قریش مکہ کا اقتصادی مقاطعہ تھا معلوم ہونا چاہیے کہ مکہ ایک بنجر وادی تھی اس لئے قریش مکہ کا مکمل اقتصادی انحصار صرف بیرونی تجارت پر تھا اور اس زمانے میں تجارتی راستے راہ زنی کی زیادتیوں کے باعث بے حد پرخطر تھے مگر چونکہ بیت اللہ میں تمام عرب قبائل کے بت رکھے ہوئے تھے بلکہ ایک حیثیت سے قریش مکہ کے پاس یرغمال تھے اسلئے قریش مکہ کے تجارتی قافلے ہر قسم کی لوٹ مار سے قطعی محفوظ و مامون تھے اسی چیز کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ قریش میں بطور احسان ذکر بھی فرمایا ہے قریش کے یہ تجارتی راستے مدینہ کے قریب سے ہی گذرتے تھے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے چند اصحاب کو مقرر کیا جن کا کام قریش مکہ کے تجارتی قافلوں کا راستہ روکنا اور ان کا سامان تجارت ضبط کرنا تھا ہمارے موجودہ دور کے بعض مفسرین اس چیز کو بیان کرتے ہوئے بڑے گھبراتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس چیز کے بیان کرنے سے غیر مسلموں کو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے متعلق غلط قسم کی باتیں کرنے کا موقع ملے گا مثلاً شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

﴿ سورۃ الحج میں قتال کا حکم نازل ہونے کے بعد مکہ کا ادب مانع تھا کہ مسلمان ابتداً وہاں چڑھ کر جائیں اس لئے ہجرت کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال تک لائحہ عمل یہ رہا کہ مشرکین مکہ کے تجارتی سلسلوں کو شام ویمن وغیرہ سے قائم تھے شکست دے کر ظالموں کی اقتصادی حالت کمزور اور مسلمانوں کی مالی پوزیشن مضبوط کی جائے ☆تفسیر سورۃ الانفال ص ۲۳۴ ﴾

یہاں مولانا شبیر احمد عثمانی نے ’’ تجارتی قافلوں کو شکست دینا ‘‘ کی اصطلاح استعمال کی اور تجارتی قافلوں کو شکست صرف ان کا

تجارتی سامان ضبط کرنے سے ہی ہوسکتی ہے دوسرا کوئی راستہ کم ازکم ہمارے علم میں تو نہیں ہے دراصل غیر مسلموں کی اسلام پر نکتہ چینی کے خوف سے ہمارے بعض مفسرین ایسی بھی تفسیر کر گئے ہیں جس میں اپنی بات بھی کہہ گئے اور قاری کو معلوم بھی نہیں ہوا کہ اس نے کیا پڑھا حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے معلوم ہونا چاہیے کہ قریش مکہ نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کا تیرہ سال تک جس فتنہ اور آزمائش میں مبتلا رکھا تھا اور جس بے سروسامانی کی حالت میں مسلمانوں کا مدینہ ہجرت کرنی پڑی تھی اسکے بعد اس قسم کے بدلے کے وہ بجا طور پر مستحق تھے اور غزوہ بدر بھی دراصل اسی قسم کی ایک مہم کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوا جو کفر و اسلام کے پہلے معرکہ کے طور پر پہچانا جاتا ہے اس معرکہ کے متعلق بھی ہمارے بعض مسلمان یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ اس میں پہل کفار کی جانب سے ہوئی اور مسلمانوں نے یہ جنگ اپنے دفاع میں لڑی ایسا دراصل ہمارے لوگ یہ ثابت کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ ''اسلام تلوار کے ذریعے نہیں پھیلا'' یہ بات اپنی جگہ سو فیصد درست ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں پھیلا لیکن یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام غالب تلوار کے ذریعہ سے ہی ہوا تھا اور آئندہ بھی جب کبھی غالب ہوگا قوت کے استعمال سے ہی ہوگا جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام محض میٹھے میٹھے تبلیغ کرنے سے غالب ہو جائے گا وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آج اس زمانے میں مسلمانوں کی تعداد خلفائے راشدین کے زمانے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے مگر اسکے باجود آج اسلام غالب ہونے کے بجائے مغلوب ہے جس کا بنیادی سبب یہی سوچ ہے کہ اسلام صرف تبلیغ سے غالب ہو جائے گا بہرکیف کہنے کا مقصد یہ ہے کہ غزوہ بدر کا واقعہ بھی دراصل مسلمانوں کی جانب سے قریش کے خلاف کی جانے والی کاروائی کا ایک منطقی نتیجہ تھا واقعہ یہ ہے کہ ۲ھ ہجری میں ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے کی سرکردگی میں شام کی جانب گیا مسلمانوں نے اسکا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر یہ بچ کر نکل گیا مگر جب یہ قافلہ واپس ہوا تو نبی کریم ﷺ خود صحابہ کرام کو لے کر اس قافلہ کا راستہ روکنے کے لئے نکلے ادھر ابوسفیان کو پہلے ہی خطرہ تھا چنانچہ اس نے ایک قاصد مکہ روانہ کیا اور اپنے سرداروں سے امداد طلب کی جس پر ابوجہل ایک ہزار کیل کانٹے سے لیس ایک لشکر لے کر نکلا نیز ابوسفیان کو اپنے جاسوس کے ذریعہ یہ بھی اطلاع مل گئی کہ نبی کریم ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قافلے کا راستہ روکنے کے لئے بدر کی جانب روانہ ہوئے ہیں لہذا ایک بار پھر اس نے راستہ تبدیل کیا اور سمندر کے کنارے کنارے دوسرا راستہ اختیار کر کے مکہ کی جانب نکل گیا اور ادھر بدر کے مقام پر ابوجہل اپنا جنگی لشکر لے کر پہنچ گیا تب اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کو مطلع کیا اور وعدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک لشکر پر تمہیں ضرور فتح دے گا جس کا تذکرہ سورہ انفال کی مذکورہ بالا آیت میں آیا ہے اس موقع پر بدر کے قریب نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کی مشاورت منعقد کی جس میں بعض کا خیال تھا کہ ہمیں ابوسفیان کے لشکر کے تعاقب میں جانا چاہیے کیونکہ وہاں مال زیادہ ملے گا اور ہتھیار بھی کم ہونگے جبکہ ابوجہل جو لشکر لے کر آرہا ہے وہ جنگی لشکر ہے اور ہمارے پاس اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ہتھیار بھی کم ہیں لیکن نبی کریم ﷺ کا رجحان ابوجہل کے لشکر سے مقابلے پر تھا لہذا صحابہ کرام نے ہرصورت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا جس کے نتیجہ میں بلاآخر غزوہ بدر وقوع پذیر ہوا جس میں مسلمانوں کو شاندار فتح نصیب ہوئی ، اب نبی کریم ﷺ کی سیرت کے اس واقعہ کو آج کے حالات پر منطبق کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قریش مکہ نے مسلمانوں کو فتنہ میں مبتلا کر رکھا تھا اسی طرح امریکہ نے بھی ساری دنیا کے مسلمانوں کو تقریباً پچاس سال سے جس طرح فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے اسکا تقاضا ہے کہ امریکہ کا بھی اقتصادی ڈھانچہ منہدم کیا جائے تاکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو اسکے چنگل سے آزاد کیا جاسکے اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو نیویارک کے عالمی تجارتی مرکز کی تباہی کوئی دہشت گردی نہیں بلکہ اس دہشت

گردی کا جواب ہے جو امریکہ نے اس وقت ساری دنیا میں جاری رکھی ہوئی ہے اور جس کا شکار بالخصوص مسلمان ہیں پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ سانحہ نیویارک اگر مسلمانوں کی جانب سے سے کیا گیا اقدام ہے تو یہ صحیح اور راست اقدام ہے اور سنت نبوی کے عین مطابق ہے تمام دنیا کے مسلمانوں اور مسلم حکومتوں کو اسکی مخالف کرنے کے بجائے حمایت کرنی چاہیے اور امریکہ کی مخالفت میں افغانستان کا ساتھ دینا چاہیے امریکی صدر نے افغانستان میں جاری جنگ کو ''نیکی اور بدی کی جنگ'' کہا ہے اور کہا ہے کہ ''اللہ کے حکم سے نیکی بدی پر غالب آ کر رہے گی'' امریکہ کے اس بیان کو پڑھ کر ہمارا ذہن بے اختیار ابوجہل کی اس دعا کی جانب منتقل ہوا جو اس نے غزوہ بدر کے موقعہ پر کعبہ کے پردے کو تھام کر کی تھی کہ ''اے اللہ! اس لڑائی کے دن کو ہمارے اور انکے درمیان یوم الفرقان بنادے جنہوں نے ہمارے قبیلہ کے لوگوں کے آپس کے رحمی رشتے قطع کر دیئے ہیں'' جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کی اس دعا کو قبول فرما کر غزوہ بدر کو واقعتاً یوم الفرقان بنادیا تھا اسی طرح ہم امید کرتے ہیں امریکی صدر کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی ہوگی اور نیکی اور بدی کی جنگ میں بلاخر فتح نیکی کی ہوگی۔

سانحہ نیویارک کے ہلاک شدگان کی موت کا ذمہ دار کون ہے؟

سانحہ نیویارک کو دہشت گردی قرار دینے والوں میں کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جو اس سانحہ کو دہشت گردی محض اسلئے قرار دے رہے ہیں کہ اس میں بہت سے بے قصور لوگوں کی جان تلف ہوئی ہے لہذا ضروری ہے اس پہلو سے بھی اس سانحہ کا جائزہ لیا جائے کہ کیا واقعی بے قصور لوگوں کی جان لینا دہشت گردی ہے؟ دراصل جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں وہ اس تمام موجودہ صورت حال کا نقطہ آغاز درحقیقت سانحہ نیویارک ہی کو گردانتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اگر امریکہ پر اس حملے کے ذمے دار طالبان یا اسامہ بن لادن نہیں ہیں تو اس بات کا فیصلہ اسی وقت کیا جاسکتا جب حقیقی مجرم سامنے آجائے لیکن اگر اس حملے کے پیچھے اسامہ یا طالبان ہیں تو پھر ہم کہیں گے اس تمام موجودہ صورت حال کے ذمے دار طالبان نہیں بلکہ خود امریکہ ہے اور اس موجودہ صورت حال کا نقطہ آغاز گیارہ ستمبر کا واقعہ نہیں بلکہ ۱۹۹۸ء میں افغانستان پر کیا جانے والا امریکی حملہ ہے جب امریکہ نے کسی بھی معقول سبب کے بغیر افغانستان پر میزائل داغے تھے اور اس وقت طالبان نے امریکہ کو جوابی کاروائی کی دھمکی بھی دی تھی اس اعتبار سے امریکہ کے عالمی تجارتی مرکز پر ہونے والا حملہ اگر طالبان کی جانب سے ہے تو یقیناً وہ اس کا حق رکھتے ہیں اور اس حملے سے جو بھی اموات واقع ہوئیں ہیں اسکی ذمہ داری طالبان پر نہیں بلکہ خود امریکہ پر ہے۔

اسی ضمن میں ایک دوسرا اعتراض جو مسلمانان عالم کی جانب سے بار بار کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ سانحہ نیویارک میں جو لوگ ہلاک ہوئے ان میں ایک بڑی تعداد ایسے مسلمانوں کی بھی تھی جو عالمی تجارتی مرکز میں کام کرتے تھے اور چونکہ ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس لئے اسلامی نقطہ نظر سے جس مسلمان نے بھی یہ کام کیا بہت غلط کیا ہے، یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے حتیٰ کہ مذاق میں بھی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر ہتھیار اٹھانا منع ہے یعنی یہ ایک اٹل اسلامی اصول ہے مگر معلوم ہونا چاہیے کہ اس اصول میں ایک استثناء بھی ہے، سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ **والذين اٰمنوا ولم يهاجروا مالكم من ولايتهم من شيء حتىٰ يهاجروا** ﴾

یعنی '' جو لوگ ایمان لائے اور (بلاد کفر سے بلاد اسلام کی طرف) ہجرت نہیں کی، تم کو انکی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک کے

ہجرت نہ کریں'' قرآن کی اس آیت کی رو سے کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ محض دنیاوی مفادات کی خاطر کسی مسلمان ملک کو چھوڑ کر غیر مسلم ملک میں مستقل سکونت اختیار کرے کیونکہ کفر و اسلام کے درمیان معرکہ چودہ سو سال سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا ایسی صورت میں کوئی نہیں جانتا کہ کب یہ معرکہ اچانک جنگ کی صورت اختیار کر جائے اور بلاد کفر میں سکونت اختیار کئے ہوئے لوگ اس میں پھنس کر رہ جائیں اور ایسی صورت حال میں جو مسلمان بھی درمیان میں مارے جائیں گے ان کے خون کا وبال جنگ لڑنے والے مسلمانوں کے ذمہ واجب نہیں ہوگا بلکہ اس کا وبال خود انکے اپنے آپ پر ہوگا مزید برآں سب جانتے ہیں کہ اس وقت دنیا کے تمام تجارتی مراکز سود اور جوئے کے دھندے میں ملوث ہیں اور ان سب کا باپ امریکہ کا عالمی تجارتی مرکز تھا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ دونوں چیزیں اسلام میں حرام ہیں اور ان میں ملوث ہونے والوں کو قرآن نے اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کرنے والا قرار دیا ہے ان میں شریک ہونا جائز نہیں پس جو لوگ اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کرنے میں شریک ہوں کیا انکے خون کی حرمت ایک عام مسلمان کے خون کے جیسی ہوسکتی ہے؟ پس جاننا چاہیے کہ افغانستان میں جاری جنگ کفر اور اسلام کی جنگ ہے اور جو لوگ بھی اپنے ذاتی مفادات اور دنیاوی فائدوں کی خاطر کفار سے مصالحت کر کے جہاد کو ترک کر دیتے ہیں ان کے لئے قرآن کی یہ وعید ہے کہ:

﴿ قل ان کان اٰباؤکم واٰبناؤکم و اخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ و رسولہ جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللّٰہ بامرہ واللّٰہ لا یھدی القوم الفسقین ☆ سورۃ التوبۃ ٢٤ ﴾

یعنی'' کہہ دیجئے اگر تمہارے آباؤ اجداد اور تمہاری اولاد اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے کاروبار جس میں گھاٹے کا خوف رہتا ہے اور تمہارے عالیشان مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، یہ سب تم کو اگر اللہ اور اس کے رسول (کی فرمابرداری سے) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ بھیجے اپنا حکم (یعنی عذاب) اور اللہ ایسے نافرمان لوگوں کو (سیدھی راہ کی) ہدایت نہیں دیتا '' پس مسلمانوں میں سے جو لوگ بھی اپنے کسی ذاتی مفاد یا قومی مفاد کا بہانہ کر کے امریکہ کی افغانستان پر لشکر کشی کو جواز اور مدد فراہم کر رہے ہیں قرآن کی اس آیت کی رو سے فاسق ہیں اور قابل سرزنش ہیں کیونکہ مسلمانوں کو اس وقت تک کفار سے جہاد کا حکم ہے جب تک پوری روئے زمین پر اللہ کا دین غالب نہ ہو جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ ☆ سورۃ البقرۃ ١٩٣﴾

یعنی'' کفار سے اس وقت تک لڑائی جاری رکھو جب تک دنیا سے فتنہ ختم نہ ہو جائے اور اللہ تعالی کا دین غالب نہ آ جائے'' دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ حالات میں تمام مسلمانوں کو حق کی حمایت اور مدد کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

☆ وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ واصحبہ وسلم ☆